بسم اللہ الرحمن الرحیم
حج تمتع
حج یا عمرہ کیونکر قبول نہیں ہوتا؟
تالیف
عبداللہ ناصر رحمانی

سلسلہ احیاء منہج السلف (۲۱)

انتاج : مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام، فرع (۱)

رئیس المکتبۃ : فضیلۃ الشیخ/ علی بن عبداللہ النمی حفظہ اللہ تعالیٰ

مدیر المکتبۃ : فضیلۃ الشیخ/ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ عبداللہ بن سلام لترجمۃ کتب الاسلام

ہیڈ آفس : 103۔ڈی۔او۔ایچ۔ایس فیز II ملیر کینٹ کراچی۔

ملنے کا پتہ : جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین لیاری کراچی۔فون: 0300-3996630 0331

برائے رابطہ : سعد بن عبدالعزیز موبائل: 0300-2310189

فہرست مضامین	صفحہ نمبر

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

امابعد:

مناسکِ حج وعمرہ کے بارہ میں یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس کی ہر اس شخص کو ضرورت رہے گی جو صحیح اور مکمل طریقہ سے، نیز بالکل رسول کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ادائیگی کی خواہش رکھتا ہے۔

ہم نے (طوالت سے بچنے کیلئے) اقسامِ حج میں سے صرف حجِ تمتع کے بیان پر اکتفاء کیا ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حجِ تمتع کی تمنا کی تھی اور صحابۂ کرام کو حجِ تمتع کا حکم دیا تھا، چنانچہ

آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

(لو انی استقبلت من أمری ما استدبرت لم أسق الهدی وجعلتها عمرة، فمن کان منکم لیس معه هدی فلیحل ولیجعلها عمرة) (رواه مسلم)

یعنی: حج کے معاملے میں، میں نے جو اب محسوس کیا ہے، اگر پہلے کر لیتا تو قربانی ساتھ نہ لاتا، اور صرف عمرہ کا احرام باندھتا (پھر حج کیلئے دوسرا احرام باندھتا، یعنی حجِ تمتع کرتا) تم میں سے جو شخص قربانی ساتھ نہیں لایا، وہ حلال ہوجائے اور اسے عمرہ کا احرام بنالے۔

حج وعمرہ کی فرضیت

حج کی فرضیت کتاب وسنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ

سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے جو اس کی طرف سفر کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور جس نے کفر کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ ساری دنیا سے بے پرواہ ہے۔ (آل عمران: ۹۷)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیثِ مبارک میں حج کو اسلام کا رکنِ رکین قرار دیا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"

یعنی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے: ایک لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، دوسرا نماز قائم کرنا، تیسرا زکوۃ دینا،

چوتھا حج کرنا اور پانچواں رمضان کے روزے رکھنا۔(صحیح بخاری)

حج کی فرضیت پر نیز اس کے اسلام کا رکن ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔

امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

کبھی کبھی سوچتا ہوں مختلف شہروں میں اپنے نمائندے بھیجوں، جو ان لوگوں پر جزیہ قائم کردیں جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے، یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے، یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ (ایک قول میں یہ بھی وارد ہے) ایسے لوگ یہودی ہو کر مریں یا نصرانی ہو کر۔(تلخیص الحبیر ۲/۲۲۳)

استطاعت پر حج فوری طور پہ فرض ہوجاتا ہے، رسول اللہ ﷺ پر ۹ ہجری کے آخر میں حج فرض ہوا اور آپ ﷺ نے کسی تاخیر کے بغیر فرضیت کے اگلے سال ہی حج کرلیا۔

آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے:(تعجلوا إلی الحج فإن

أحدکم لا یدری ما یعرض له)

یعنی: فریضۂ حج فوری اور جلدی ادا کرلو، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ آگے چل کر کیا صورتِ حال بن جائے۔ (مسند احمد، شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے)

واضح ہو کہ معروف حدیث، حدیث جبریل میں (تحج) یعنی حج کرو، کے ساتھ ساتھ یہ الفاظ بھی وارد ہیں: (وتعتمر) یعنی: عمرہ کرو۔(دار قطنی ۲/۲۸۳)

اس حدیث سے علماء نے عمرہ کے وجوب کا استدلال کیا ہے۔

قبولِ عمل کی شرائط

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق دے، یہ بات جان لیجئے کہ کسی بھی عمل کی قبولیت کیلئے دو شرطیں ہیں:

① اللہ تعالیٰ کیلئے نیت کا خالص ہونا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۥ

حُنَفَآءَ](البینة:٥)

یعنی: تمہیں تو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ تم اخلاص کے ساتھ اور یک طرف ہوکر اس کی عبادت کرو۔

② رسولِ اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق، اس عمل کو انجام دینا؛ رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر فرمایا تھا:

(لتأخذوا عني مناسككم) (رواہ مسلم)

یعنی: اپنا طریقۂ حج مجھ سے لے لو۔ (اور اس کے مطابق حج کرو)

اللہ تعالیٰ ہی توفیق عنایت فرمانے والا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

اعمالِ عمرہ

اجمالی طور پر عمرہ کے چار کام ہیں: ① احرام ② طواف ③ سعی ④ بال منڈوانا یا کتروانا۔

ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

① احرام کیلئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (عورت کو اگر حیض یا نفاس کا عذر درپیش ہو، اسے بھی غسل کرلینا چاہیئے)

مرد احرام میں ایک چادر اور ایک تہبند پہن لے اور ایسے جوتے استعمال کرے جو ٹخنوں کو نہ ڈھانپتے ہوں، احرام میں قمیض، پگڑی، ٹوپی، شلوار یا انڈر ویئر پہننا ممنوع ہے۔ اسی طرح خوشبو لگا کپڑا پہننا بھی جائز نہیں، نہ ہی جرابیں پہننا درست ہے (البتہ اگر جوتے میسر نہ ہوں تو جرابیں پہننا جائز ہے، بشرطیکہ انہیں ٹخنے کے نیچے سے کاٹ لیا جائے۔)

میقات سے پہلے احرام کی چادریں اوڑھ لینا جائز ہے، البتہ
عمرہ کی نیت میقات پر پہنچ کر کی جائے۔

عورت کیلئے بطورِ احرام کوئی مخصوص لباس ثابت نہیں ہے، لیکن
وہ نقاب نہیں کرسکتی، نہ برقعہ پہن سکتی ہے، نہ ہی ناک وغیرہ پر کوئی
کپڑا لپیٹ سکتی ہے، نہ ہی دستانوں کا استعمال کرسکتی ہے، البتہ اگر
اجنبی مردوں کے سامنے کا خدشہ ہوتو ضروری ہے کہ کسی چادر سے
اپنے چہرے کو ڈھانپ لے، جس کی صورت یہ ہے کہ اس چادر کو
سر پہ ڈال کر چہرے پر لٹکا لے، اس چادر کا چہرے کو چھونا کوئی نقصان
دہ نہیں ہے۔

(۲) مرد احرام سے قبل اپنے جسم پر خوشبو یا تیل لگا سکتا ہے
احرام کے کپڑوں پر خوشبو لگانا ممنوع ہے (عورت کیلئے خوشبو ک
استعمال حرام ہے)

(۳) جب میقات آجائے تو قبلہ رُخ ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد (یعنی

الحمدللہ کہنا) تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا) تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) کرتا
رہے، پھر درج ذیل الفاظ کہہ کر عمرہ کی نیت کرلے:

(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ)

اس موقع پر یہ الفاظ کہنا بھی ثابت ہے:

(اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عُمْرَةٌ لَا رِيَاءَ فِيهَا وَلَا سُمْعَةَ)

یعنی: اے اللہ! ایسے عمرہ کا ارادہ ہے جو ریاکاری اور شہرت
پسندی سے پاک ہو۔

اس موقع پر اپنے احرام کیلئے درج ذیل الفاظ کہہ کر شرط بھی
لگا سکتا ہے:

(اَللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي)

یعنی: تونے جہاں (کسی عذر کی بناء پر) روکا، میں وہاں حلال
ہوجاؤں گا۔

اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی

رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے یا کسی مرض کا حملہ ہوجاتا ہے تو کسی دم
(قربانی) کے بغیر ہی احرام کھول کر حلال ہوجانا جائز ہوجائے گا۔

احرام کے بعد کسی نماز کی مشروعیت ثابت نہیں ہے۔

لیکن جس شخص کی میقات ذوالحلیفہ ہے، اس کیلئے وہاں نماز
پڑھنا مستحب ہے۔ اور یہ خصوصیت اس بابرکت جگہ کیلئے ہے، اس
کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ پہنچ کر فرمایا تھا:
(أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا
الْوَادِي الْمُبَارَكِ) (رواہ البخاری)

یعنی: رات میرے پاس، میرے رب کی طرف سے فرشتہ یہ
پیغام لایا ہے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ذوالحلیفہ میں نماز کا مسئلہ بہت
کم علماء نے بیان فرمایا ہے، حالانکہ حدیث سے ثابت ہے۔

ہم نے اوپر جو قبلہ رُخ ہوکر تسبیحات وغیرہ کا ذکر کیا ہے تو اس

پر صحیح بخاری میں مستقل باب موجود ہے۔

حائضہ عورت اگر عمرہ کرنا چاہتی ہے تو وہ بھی احرام باندھے گی
اور تلبیہ پڑھتی رہے گی۔

عمرہ کے احرام کیلئے وضوء کی شرط ثابت نہیں ہے، البتہ وضوء
کر لینا مستحب ضرور ہے، تحیۃ الوضوء کا اہتمام بھی باعثِ اجر وثواب
ہوگا، واللہ هو الموفق.

④ تلبیہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:
(لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ،
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ)

ترجمہ: میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر
ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں ۔ بے شک ہر قسم کی
تعریف اور نعمتیں تیرے ہی لئے ہیں اور تمام بادشاہت بھی تیرے
لئے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

یہاں اس حاجی کے لئے لمحۂ فکریہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کرتا ہے،اس کا یہ عمل تلبیہ کے سراسر خلاف ہے،شرک کی موجودگی میں تلبیہ کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور نہ ہی حج یا عمرہ قابل قبول ہوگا،حدیثِ جابر میں تو تلبیہ کو تلبیۂ توحید کا نام دیا گیا ہے(فأهل رسول الله ﷺ بالتوحيد) جس سے حج کا توحید سے گہرا تعلق ثابت ہوتا ہے اور واضح ہوتا ہے کہ سو فیصد توحید ہی قبولِ حج کے لئے ضروری ہے۔

تلبیہ بلند آواز سے اور بار بار پڑھنا چاہئے،گاہے بگاہے تہلیل (لا الہ الا اللہ) بھی کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا،افضل حج قرار دیا ہے،البتہ خواتین کی آواز چونکہ پردہ ہے لہذا وہ دھیمی آواز سے تلبیہ پڑھنے پر اکتفاء کریں،فتنہ کا خدشہ نہ ہو تو آواز اونچی بھی کی جاسکتی ہے،سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اونچی آواز سے تلبیہ پڑھنا

ثابت ہے۔

باجماعت تلبیہ پڑھنا جائز نہیں؛کیونکہ یہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت سے ثابت نہیں،لہذا بدعت ہی قرار پائے گا۔

۵ جب مکہ کے گھر نظر آنا شروع ہوجائیں تو تلبیہ پڑھنا بند کردے،اگر ممکن ہو تو مکہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کرلے۔

۶ اگر ممکن ہو تو مسجدِ حرام میں بابِ بنی شیبہ سے داخل ہو،ورنہ کسی بھی دروازے سے داخل ہوا جاسکتا ہے،داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں آگے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے:(اللهم صل على محمد وسلم .اللهم افتح لي ابواب رحمتك)

اے اللہ!محمد ﷺ پر درود وسلام نازل فرما،اے اللہ!میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۷ کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑنے کے وقت کوئی مخصوص دعا نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔

⑧ نسبتاً تیز رفتار (لیکن پروقار انداز) سے حجرِ اسود کی طرف جائے اور اس کی طرف رُخ کرلے، پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ہوئے اسے بوسہ دے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے حجرِ اسود کو چھو کر چوم لے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو چھڑی سے چھولے اور اسے چوم لے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے اشارہ کر دینا ہی کافی ہوگا۔

حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے دھکم پیل اور طاقت کا مظاہرہ کوئی نیکی نہیں، بالخصوص خواتین کا دھکم پیل کرنا شریعت اور حج کے مقاصد کے خلاف ہے، تقویٰ کے بھی منافی ہے اور غیرت وحمیت کے تقاضے بھی بری طرح مجروح ہوتے ہیں۔

ہر طواف میں ایسا ہی کرے گا، گویا دورانِ طواف یہ بات مدِ نظر رہنی چاہئے کہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو لوگوں کی ایذاء کا سبب بن جائے۔

⑨ دورانِ طواف، بیت اللہ کو اپنی بائیں طرف رکھے گا، طواف کرتے ہوئے حِجر (یعنی حطیم کعبہ) کی دیوار کے باہر سے گذرے گا۔

اس طواف کے ساتوں چکروں میں اضطباع کا عمل برقرار رکھے گا، اضطباع سے مراد یہ ہے کہ احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے لپیٹے گا (یعنی دایاں کندھا ننگا رکھے)

جو لوگ حالتِ احرام میں ہمیشہ دایاں کندھا ننگا رکھتے ہیں (حتی کہ دورانِ نماز بھی) وہ شدید غلطی کا شکار ہیں، اضطباع کا عمل صرف طواف قدوم کے ساتھ مقید ہے۔

ابتدائی تین چکروں میں رمل اور باقی چار چکروں میں معمول کے مطابق چلنا ہوگا، رمل سے مراد قدرے تیز رفتار سے دوڑنا۔

⑩ اگر ممکن ہو تو رکنِ یمانی کے پاس سے گذرتے ہوئے اسے ہاتھ سے چھوئے، رکنِ یمانی کو بوسہ دینا یا چھو کر ہاتھ کو چومنا

درست نہیں، اگر چھونا ممکن نہ ہوتو اس کی طرف اشارہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

⑪ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان درج ذیل دعا پڑھتا رہے:

[رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾]

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت کی اچھائیاں اور بھلائیاں عطا فرمادے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

واضح ہو کہ طواف کے چکروں کی کوئی بھی مخصوص دعا ثابت نہیں ہے، لہذا جو چاہے اللہ کا ذکر کرتا رہے، دورانِ طواف گفتگو کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ وہ گفتگو خیر کی ہو۔

⑫ طواف کے ساتوں چکر پورے کرتے ہی اپنے کندھے کو ڈھانپ لے اور یہ آیتِ قرآنی پڑھے:

[وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ]

یعنی: تم مقامِ ابراھیم کو جائے نماز بناؤ۔ (البقرۃ:۱۲۵)

پھر مقامِ ابراھیم کے پیچھے دو رکعات نماز ادا کرے، اگر (بوجہ ازدحام) مقامِ ابراھیم کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو مسجد کے اندر کسی بھی جگہ پڑھ سکتا ہے۔

ان دو رکعات میں سورۃ (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ①) اور سورۃ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ①) پڑھنا مسنون ہے۔

⑬ نماز سے فارغ ہوکر زمزم کے پانی کا رُخ کرے اور یہ بابرکت پانی پیئے بھی اور اپنے سر پر بھی بہائے۔

اس کے بعد اگر ممکن ہو تو پھر حجرِ اسود کے پاس آکر اس کا استلام کرلے۔

⑭ پھر صفا پہاڑی کی طرف جائے اور اس کے قریب پہنچ کر یہ آیت قرآنی تلاوت کرے:

[اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾]

اور یہ الفاظ بھی کہے: (نبدأ بما بدأ الله به)

یعنی: ہم (سعی) شروع کرتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا (یعنی صفا سے)۔

کوہِ صفا پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرلے اور یہ الفاظ کہے:

(اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ)

یعنی: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، کوئی معبودِ حق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کیلئے کل بادشاہت ہے، اور اسی کیلئے ہر طرح کی حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبودِ حق نہیں ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا فرمادیا اور اپنے بندے کی مدد فرمادی اور اس اکیلے نے کفار کے تمام جتھوں کو شکست دے دی۔

یہ الفاظ تین بار پڑھے اور درمیان میں دعائیں مانگتا رہے۔

⑮ پھر صفا سے مروہ کی طرف سعی شروع کردے، یہ سعی معمول کی رفتار سے ہو، البتہ دو سبز نشانات کے درمیان تیز دوڑے؛ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: (لا يقطع الأبطح إلا شدا) یعنی: ابطح وادی کو نہ طے کیا جائے مگر دوڑتے ہوئے۔

پھر مروہ پہاڑی پر چڑھ جائے اور وہ تمام عمل دہرائے جو صفا پر

انجام دیئے تھے۔(البتہ یہاں مذکورہ آیت :[اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ...] نہیں پڑھی جائے گی۔)

اس طرح ایک چکر مکمل ہوگیا ،پھر مروہ سے صفا کی طرف لوٹے ،یوں دوسرا چکر پورا جائے گا۔

⑯ جب سات چکر مکمل کر چکے (جو کہ مروہ پر پورے ہوں گے)تو اپنے سر کے بالوں کا حلق یا قصر کروالے۔

حلق سے مراد: بالوں کو منڈوانا اور قصر سے مراد: کٹوانا۔

لیکن حلق زیادہ افضل ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حلق کروانے والوں کو تین بار رحمت کی دعا دی اور چوتھی دفعہ ایک بار قصر کروانے والوں کو دعا دی۔(بخاری ومسلم)

عورت اپنے سر کے تمام بالوں کو اچھی طرح جمع کر کے نیچے سے ایک پورے کے بقدر کاٹ لے۔

مردوں اور عورتوں کیلئے مروہ پر کھڑے کھڑے بالوں کا کٹوانا

ضروری نہیں ہے، بلکہ جہاں مقیم ہوں وہاں جا کر کٹوا لیں۔

اس طرح خاص طور پر عورت اجنبی مردوں کے سامنے بال کھولنے کے گناہ سے محفوظ رہے گی۔

اس طرح عمرہ کے تمام اعمال پورے ہوجائیں گے اور احرام باندھنے کے بعد جو چیزیں حرام ہوئی تھیں، مثلاً: سلا ہوا لباس، خوشبو اور بیوی کا قرب وغیرہ، سب حلال ہوجائیں گی۔

حجاج کرام آٹھ ذوالحج تک احرام کی پابندیوں سے آزاد رہیں گے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

مناسکِ حج (حجِ تمتع)

ایک مسلمان شخص جب حج کے مہینوں میں حجِ تمتع کی نیت سے آئے اور میقات سے گذرتے ہوئے عمرہ کا احرام باندھ لے تو اسے چاہئے کہ مکہ پہنچ کر سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف (سات چکر) کرے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کو اپنی بائیں سمت رکھے، حجرِ اسود یا اس کے محاذات سے تکبیر کہہ کر طواف شروع کرے، اس طواف کے تمام چکروں میں اضطباع (دائیں کندھے کو ننگا رکھنا) کرے اور پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا) کرے، یہاں سے فارغ ہو کر دو رکعت ادا کرے، پہلی رکعت میں سورہ (قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱) اور دوسری رکعت میں سورہ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱) کی قرأت کرے۔ پھر جا کر صفا اور مروہ کے درمیان سعی (سات چکر) کرے، اس طرح کہ سعی کی انتہاء مروہ پر ہو، پھر بالوں کو کٹوالے اور اس کے بعد احرام سے باہر آجائے۔ اور

آٹھ ذی الحج تک اسی طرح احرام کی پابندیوں سے آزاد رہے۔

اجمالاً اعمالِ حج یہ ہیں:

(۱) احرام (۲) آٹھ ذوالحج کی رات منیٰ میں گذارنا (۳) وقوفِ عرفہ (۴) مزدلفہ میں رات گذارنا (۵) جمرہ عقبۃ کی رمی (۶) ذبح (۷) بال منڈوانا (۸) طواف (۹) سعی (۱۰) ایام تشریق میں رمی جمرات کی غرض سے منیٰ میں راتیں گذارنا اور (۱۱) آخر میں طوافِ وداع۔

واضح ہو کہ ان اعمال میں سے چار عمل ایسے ہیں جو حج کا رکن قرار پاتے ہیں، جن کے بغیر حج ہو ہی نہیں سکتا:

(۱) احرام (۲) وقوفِ عرفہ (۳) طوافِ افاضہ (۴) سعی بین الصفا والمروۃ۔

ذیل میں ان اعمال کو تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے:

آٹھ ذی الحج

✧ یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کے دن حاجی جہاں ٹھہرا

ہوا ہے وہیں سے احرام باندھے اور احرام میں وہی طریقہ اختیار
کرے جو عمرہ کے بیان میں گذر چکا ہے۔یعنی غسل کرے،صرف
بدن پر خوشبو لگائے ،دو چادریں پہن لے اور پھر درج ذیل الفاظ
کہہ کر حج کی نیت کرے:

(لبیك اللهم حجة .اللهم هذه حجة لا رياء فيها
ولا سمعة)

اور پھر مسلسل تلبیہ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا
شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا
شَرِيكَ لَكَ) پکارتا رہے،جیسا کہ عمرہ میں کیا تھا۔

(اور حائضہ عورت بھی احرام باندھے اور احرام میں وہی طریقہ
اختیار کرے جو عمرہ کے احرام کے موقعہ پر میقات پر اختیار کیا تھا
اور تمام مناسک ادا کرے،سوائے طوافِ بیت اللہ اور نماز کے۔)

✧ پھر وہ (حاجی) منیٰ کی طرف جائے پھر وہاں پر ظہر اد

دیگر نمازیں قصر کے ساتھ اپنے اپنے وقت میں ادا کرے (نبی
ﷺ سے سفر میں سوائے فجر کی سنتوں اور وتر کے سنت مؤکدہ پڑھنا
ثابت نہیں ہے۔)

نوذی الحج

✧ عرفہ کے دن (۹ ذی الحج) کا سورج طلوع ہوتے ہی وہ
تلبیہ کہتے ہوئے میدانِ عرفات کی طرف چلا جائے اور اگر ممکن ہو تو
"مقامِ نمرہ" (عرفہ کے قریب ایک جگہ ہے) پر زوال تک پڑاؤ
کرے، پھر اگر ممکن ہو تو "مقامِ عرنہ" (عرفہ سے متصل ایک جگہ
ہے) کی طرف جائے۔ (عام طور پر بسیں ڈرائیکٹ میدانِ عرفہ
میں پہنچا دیتی ہیں تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے)

✧ امام مسجد نمرہ میں خطبہ دے گا پھر لوگوں کو ظہر اور عصر کی نماز
قصر و جمع کے ساتھ ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیروں کے
ساتھ پڑھائے گا۔(یہ خطاب ایک خطبہ پر مشتمل ہوگا اور نمازوں

میں قرأت سری ہوگی ۔)

تمام حجاج خواہ مسافر ہوں یا مقیم، نمازیں بصورتِ قصر ہی ادا کریں گے، مکہ کے مقیم صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں قصر ہی فرمائی تھی ۔

✧ پھر وہ میدانِ عرفہ کی طرف چلا جائے اور پورا میدانِ عرفہ وقوف کی جگہ ہے اور یہاں پر غروبِ شمس تک وقوف کرے اس طرح کہ قبلہ کی طرف رُخ کرلے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتا رہے، نیز تلبیہ بھی پڑھتا رہے ۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: سب سے افضل دعا جو میں نے اور تمام نبیوں نے عرفہ کے مقام پر کی ہے وہ یہ ہے: (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)

نیز وقفہ سے یہ دعا بھی کرتا رہے:

(إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ)

✧ یومِ عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہو، اس دن اللہ تعالیٰ ان بندوں کے قریب ہوتا ہے اور ان کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ (رواہ مسلم)

اور اہلِ عرفات کے ذریعے اہل السماء پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو جو پراگندہ حال اور غبار آلود ہوکر میرے پاس آئے ہیں ۔ (احمد)

✧ غروبِ شمس کے بعد مزدلفہ کی طرف جائے وہاں جا کر نمازِ مغرب تین رکعتیں اور عشاء دو رکعات ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ادا کرے ۔

✧ مغرب وعشاء کے بیچ میں اور نہ ہی عشاء کے بعد کوئی نفل یا سنت پڑھے اور بقیہ رات فجر تک سوتا رہے ۔

✧ عورتوں اور کمزور افراد کیلئے جائز ہے کہ وہ چاند کے غروب کے بعد (یا نصف اللیل کے بعد) منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں۔

تنبیہ: مغرب اور عشاء کی نماز وقت ختم ہونے سے پہلے، جو کہ نصف اللیل ہے، پڑھ لے، نصف اللیل کے بعد تک نماز کو موخر نہ کرے۔

دس ذی الحج

✧ فجر طلوع ہوتے ہی اذان دی جائے اور اقامت کہہ کر نماز ادا کر لی جائے۔

✧ اگر آسانی سے ممکن ہو تو مشعر الحرام (مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے) پر آئے، اور اس پر چڑھ کر (وگرنہ مزدلفہ میں جہاں پر بھی ہو) قبلہ رخ ہو کر اللہ کی تکبیر، تحمید، تھلیل اور توحید کے کلمات ادا کرے اور دعائیں کرتا رہے یہاں تک کہ خوب روشنی پھیل جائے۔

✧ پھر منیٰ میں آجائے اور سورج طلوع ہونے کے بعد جمرہ عقبۃ کو سات کنکریاں مارے۔ (اگر ممکن ہو تو کنکریاں مارتے ہوئے بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف کر لے۔

اور اگر کسی بھی سمت سے کنکریاں مارے تو جائز ہے، ہر کنکری کے ساتھ تکبیر بھی کہے اور آخری کنکری مارتے ہی تلبیہ کہنا ختم کر دے۔ (کنکری ایسی ہو جو دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکی جا سکے، اندازاً چنے کے دانے کے برابر یا اس سے تھوڑی سے بڑی ہو)

✧ رمی کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے۔ (عورتوں اور بچوں کیلئے بھی) اور اگر کوئی مشکل لاحق ہو تو زوال کے بعد رات تک بھی کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔ لہذا آپ جلدی کنکریاں مارنے کی کوشش میں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں بلکہ ازدحامِ شدید سے دور رہیں اور بعد میں آسانی سے رمی کر لیں۔

✧ جمرہ عقبۃ کی رمی سے فارغ ہوتے ہی حاجی کیلئے وہ سب

امور حلال ہوجاتے ہیں جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھے
سوائے بیوی کے۔اور یہی بات درست ہے اگر چہ یہ بھی کہا گیا ہے
کہ حلق، رمی اور طواف میں سے کسی بھی دو کاموں کے کر لینے سے
بیوی کے علاوہ تمام چیزیں حلال ہوجاتی ہیں۔

✧ پھر بذاتِ خود اپنی قربانی ذبح کرے یا نحر کرے یا پھر کسی
کو اپنا نائب مقرر کردے،(قربانی، چاروں ایامِ عید میں کسی بھی
وقت کی جا سکتی ہے) اور قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھائے
اور لازمی ہے کہ اس میں سے فقراء کو کھلائے۔اور جائز ہے کہ گائے
اور اونٹ میں سات افراد شریک ہوں۔

اگر وہ قربانی کا جانور نہ پائے تو تین روزے حج کے دنوں میں
اور سات روزے اپنے وطن واپس آکر رکھے۔

✧ پھر آکر بالوں کو منڈوائے یا کٹوائے البتہ منڈوانا افضل
ہے۔

عورتوں پر بالوں کا منڈوانا نہیں بلکہ کٹوانا ہے۔(جس کی
صورت یہ ہے کہ بالوں کو مٹھی میں اچھی طرح جمع کرکے نیچے سے
ایک پورے کے بقدر کاٹ لیا جائے۔)

سر منڈاونے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ دائیں حصے سے شروع
کیا جائے۔

✧ پھر طوافِ افاضہ کرے،(اضطباع اور رمل کے بغیر)
طواف سے فارغ ہو کے مقامِ ابراھیم کے پیچھے دو رکعت پڑھنا
مسنون عمل ہے۔(اگر حاجی طوافِ افاضہ سے پہلے احرام کھول
کر حلال ہو چکا ہے تو اس کیلئے اپنے معمول کے لباس میں طواف
کرنا جائز ہے۔

✧ حدیث مبارک میں ہے اس دن رمی کے بعد تمہارے لئے
رخصت ہے کہ تم ممنوعاتِ احرام سے حلال ہو جاؤ سوائے بیوی سے
قربت کے، لیکن اگر رات ہونے سے پہلے طوافِ افاضہ نہ کیا

تو دوبارہ محرم ہو جاؤ گے جیسا کہ رمی جمرہ سے پہلے تھے، یہاں تک کہ طوافِ افاضہ کرلو۔

(ابوداؤد، احمد، حاکم، ابن قیم نے اس حدیث کو محفوظ قرار دیا ہے، احکام القرآن للطحاوی 2/197)

✧ طوافِ افاضہ سے فراغت کے بعد صفا اور مروہ کے بیچ سعی کرے جیسا کہ عمرہ میں کی تھی۔ (البتہ قارن اور مفرد کیلئے پہلی سعی کافی ہے) حاجی کیلئے اب ہر وہ چیز حلال ہے جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھی، حتی کہ بیوی کی قربت بھی۔

✧ پھر اگر اس کا دل چاہے تو ماءِ زمزم کے پاس آئے اور وہاں سے پانی پیئے تاکہ نبی ﷺ کی پوری متابعت حاصل ہو۔

✧ سنت طریقہ یہ ہے کہ ان تمام مناسک کو ترتیب وار ادا کیا جائے یعنی پہلے رمی پھر ذبح یا نحر پھر حلق پھر طواف پھر سعی، لیکن اگر ان امور میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

✧ یہاں سے فارغ ہو کر منیٰ واپس آجائے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتیں گذارے۔

11,12,13 ذی الحج

تینوں جمرات کو ہر دن زوال کے بعد سات سات کنکریاں مارے، ابتدا جمرہ صغریٰ (پہلا جمرہ) سے کرے، پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعائیں کرے۔ پھر جمرہ وسطیٰ (درمیانی جمرہ) کی رمی کرے، پھر بائیں سمت تھوڑا سا ہٹ کے قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعائیں کرے۔

✧ پھر جمرہ کبریٰ (آخری جمرہ) کی رمی کرے اور رمی کے بعد اس کے پاس نہ ٹھہرے۔

✧ رمی جمرات میں جلدی کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالیں لہذا اگر ازدحام ہو تو آپ رمی کو مؤخر کر دیں اگرچہ رات

ہی کیوں نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:[وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝](النساء:۲۹)

یعنی: ''اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو یقینا اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:(أيها الناس السكينة السكينة) یعنی:اے لوگو!سکون واطمینان سے چلو،سکون واطمینان سے چلو۔(رواہ مسلم)

نیز فرمایا:(یاأیها الناس لایقتل بعضكم بعضا ولایصب بعضكم بعضا وإذا رميتم الجمرة فارموها بمثل حصى الخذف۔)(رواه أحمد وحسنه الألباني)

یعنی:اے لوگو!ایک دوسرے کو قتل نہ کرو اور ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور جمرات کو وہ کنکریاں مارو جنہیں دو انگلیوں کے

درمیان رکھ کر پھینکا جا سکے۔

✧ اگر آپ کیلئے ممکن ہو تو منیٰ کی مسجد خیف میں باجماعت نمازیں ادا کریں۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(صلى في مسجد الخيف سبعون نبيا)

یعنی:مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔

(رواہ الطبرانی وحسنہ الألبانی)

✧ حاجی جب وطن واپسی کا عزم کرلے تو رخصت ہونے سے قبل اس پر طوافِ وداع کرنا واجب ہے،طواف کے بعد طواف کی دو رکعت بھی ادا کرے۔

البتہ حائضہ عورت اگر طوافِ افاضہ کرچکی ہے تو اس کیلئے طوافِ وداع کے بغیر وطن واپسی کی رخصت ہے۔

✧ حاجی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے ساتھ ماء زمزم لیکر جائے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ برتنوں اور مشکیزوں میں ماء زمزم بھر کر

لے جاتے تھے،اور مریضوں پر اس سے چھینٹے مارتے اورانہیں پلاتے۔

(رواه البخاری فی التاریخ والترمذی،الصحیحة:883)

ضروری تنبیہ

حج ایک مہنگی مالی عبادت ہے، حجاجِ کرام زرِکثیر (لاکھوں روپے) خرچ کر کے بلدِ حرام میں پہنچ پاتے ہیں،اس کے ساتھ ساتھ انتہائی پر مشقت بدنی عبادت بھی ہے،علاوہ ازیں کافی دنوں کے لئے اہل وعیال اور وطن سے دوری کا دکھ بھی جھیلنا پڑتا ہے، اکثر حجاج بیمار پڑ جاتے ہیں بلکہ بیماری کی حالت ہی میں گھروں کو لوٹتے ہیں،متعدد حجاج کرام وفات تک پا جاتے ہیں۔

انہی مشقتوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے حج کو خواتین کا جہاد قرار دیا ہے، نیز انہی مشقتوں کی وجہ سے حج اور اس کے مختلف اعمال وافعال کا بے پناہ اجر بیان ہوا ہے۔

حج کی صعوبتوں کو برداشت کرنے والا اس اجر وثواب کو ضایع کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا،محنتِ شاقہ کے باوجود اجر وثواب

سے محرومی، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا کون متحمل ہوسکتا
ہے؟ کیا ہم اس خاتون کی طرح بن سکتے ہیں جس کا ذکر قرآن
پاک نے اس طرح کیا کہ دن بھر سوت کاتنے کے بعد رات کو اسے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیتی ہے۔

افسوس! ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سے حجاج پر مشقت اعمال کی
ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جوان کی
پوری محنت پر پانی پھیر دیتی ہیں، اور وہ حجاج خالی ہاتھ گھروں کو
لوٹتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے متحمل ہو کر واپس کا سفر
اختیار کرتے ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

ہم ذیل میں چند احادیث مبارکہ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں، جن
میں حج یا اس کے متعلقہ اعمال کا اجر وثواب مذکور ہے، تاکہ حج کی
اہمیت اجاگر ہوجائے اور ہم ایک ایک عمل کے اجر وثواب سے اپنی
جھولیاں بھر لیں، نیز یہ ضرور سوچیں کہ اتنے زیادہ اجر وثواب سے

محرومی، بہت بڑی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ حاجی جیسا اپنے گھر
سے گیا ویسا ہی بلکہ اس سے بھی بدتر ہو کر، اللہ تعالیٰ کی لعنتیں سمیٹتے
ہوئے واپس لوٹ آیا۔ والعیاذ باللہ

حج اور اعمالِ حج کا ثواب

حدیث نمبر (۱)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ایک عمرہ گذشتہ عمرہ کے درمیان سرزد ہونے والے گناہوں
کا کفارہ ہے اور حجِ مبرور کا بدلہ تو جنت ہے۔ (متفق علیه)

حدیث نمبر (۲)

ترجمہ: پے در پے حج اور عمرہ کرو پس یہ دونوں فقر اور گناہوں کو
اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، سونے اور چاندی
کے زنگ کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب تو جنت ہے۔

(رواہ الترمذی)

حدیث نمبر (۳)

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اللہ نے ان کو بلایا تو انہوں نے لبیک کہا اور انہوں نے اللہ سے مانگا تو اللہ نے ان کو عطا کیا۔

(رواہ البزار)

یہی حدیث عبداللہ بن عمر کی روایت سے سنن ابن ماجہ اور ابن حبان میں بسند صحیح مذکور ہے، دیکھئے:

(سلسلة الأحاديث الصحيحة:1820)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجاجِ کرام اللہ تعالیٰ کے بلانے سے اس کے مہمان بنتے ہیں، مہمان بہت ہی قیمتی ہوتا ہے، تو جو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوگا وہ کس قدر اہمیت اور قدر و قیمت کا مستحق ہوگا، حجاجِ کرام اللہ تعالیٰ کی دعوت پر اس کے گھر پہنچ گئے، اب وہ مہمان بن کر اللہ تعالیٰ سے جو کچھ طلب کریں گے، اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر مہمان نواز کون ہوسکتا ہے۔ (سبحان اللہ)

حدیث نمبر (۴)

ترجمہ: اللہ کے مہمان تین ہیں: حاجی، عمرہ کرنے والا اور غازی۔ (رواہ ابن حبان)

حدیث نمبر (۵)

ترجمہ: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اس گھر میں آئے اور کسی فسق و فجور کا ارتکاب نہ کرے، وہ اپنے گھر کو یوں لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا ہو۔

(صحیح مسلم)

حدیث نمبر (۶)

ترجمہ: شفاء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ایک ایسے جہاد سے آگاہ کروں جس میں اسلحہ استعمال نہیں ہوتا؟ وہ حج بیت اللہ ہے۔ (الترغیب والترهیب، الرقم:1098)

حدیث نمبر (۷) ترجمہ: ام معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حج اور عمرہ سبیل اللہ میں سے ہیں۔

(مستدرک حاکم)

حدیث نمبر (۸)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج بہترین جہاد ہے۔ (صحیح بخاری)

حج کیلئے محوِ سفر ہونے کا ثواب

حدیث نمبر (۹)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ... تمہارے بیت اللہ کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا اجر ہے کہ تمہاری سواری کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھے گا اور ایک گناہ مٹا ڈالے گا۔

(طبرانی بحوالہ الترغیب والترھیب، الرقم:1112)

حج میں حاصل ہونے والی تھکاوٹ کا ثواب

حدیث نمبر (۱۰)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں (حج میں) تمہاری تھکاوٹ اور تمہارے نفقہ کے مطابق اجر ملے گا۔

(مستدرک حاکم بحوالہ الترغیب والترھیب، الرقم:1116)

بیت اللہ کے طواف کا ثواب

حدیث نمبر (۱۱)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص باقاعدہ گن کر ایک ہفتہ اس گھر کا طواف کرلے، تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا، دورانِ طواف جو قدم رکھے اور اٹھائے گا اس کے بدلے ایک گناہ مٹ جائے گا اور

ایک نیکی لکھ دی جائے گی۔

(جامع ترمذی،نسائی،مستدرک حاکم،مشکاۃ الرقم:2580)

بیت اللہ کے طواف کا ایک اور ثواب

حدیث نمبر (۱۲)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہوتے ہی تو گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے تجھے تیری والدہ نے آج ہی جنم دیا ہے۔

(الترغیب والترھیب، الرقم:1112)

بیت اللہ کے طواف کا ایک اور ثواب

حدیث نمبر (۱۳)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کے طواف کو نماز کے برابر قرار دیا گیا ہے، لیکن

اللہ تعالیٰ نے دورانِ طواف گفتگو جائز قرار دی ہے، لہذا جو شخص جو بات کرے خیر کی کرے۔

(مستدرک حاکم، طبرانی بحوالہ إرواء الغلیل، حدیث:121)

دورانِ طواف حجرِ اسود کو بوسہ دینے یا استلام کرنے کا ثواب

حدیث نمبر (۱۴)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجر اسود قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، جن کے ساتھ دیکھے گا، اور زبان ہوگی جس کے ساتھ بولے گا، چنانچہ جنہوں نے سچے عقیدے کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا، ان کے حق میں گواہی دے گا۔ (ابن حبان، مستدرک حاکم، بیھقی بحوالہ الترغیب والترھیب، الرقم:1144)

حجرِ اسود اور رکن یمانی کو چھونے کا ثواب

حدیث نمبر (۱۵)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک (دورانِ طواف) حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا گناہوں کو خوب جھاڑ ڈالتا ہے۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوۃ المصابیح للألبانی، الرقم:2580)

دورانِ حج تلبیہ اور تکبیرات پڑھنے کا ثواب

حدیث نمبر (۱۶)

ترجمہ: ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دورانِ حج جس شخص نے جب بھی بلند آواز سے تلبیہ پڑھا، یا تکبیر کہی، اسے جنت کی بشارت دے دی جائے گی۔

(طبرانی اوسط)

تلبیہ کا مزید ثواب دوسری حدیث سے

حدیث نمبر (۱۷)

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاجی جب بھی تلبیہ پڑھے گا، اس کے دائیں اور بائیں موجود ہر پتھر، ہر درخت اور ہر گھر بھی تلبیہ پڑھتے رہیں گے، حتی کہ دونوں طرف کی زمین ختم ہو جائے گی۔ (ابن ماجہ)

وقوفِ عرفہ کا ثواب

حدیث نمبر (۱۸)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے عرفات میں وقوف والے دن، اللہ رب العزت آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے، اور اہل عرفہ پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، اور فرماتا ہے: یہ سب میرے بندے ہیں جو گرد و غبار

سے اٹے ہوئے سر اور پاؤں کے ساتھ، ہر دور دراز کی وادی سے میرے پاس آئے ہیں، میری رحمت کی امید لگائے ہوئے ہیں، اور میرے عذاب کے خوف میں مبتلا ہیں، حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں، اگر دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اگر تیرے ذمے یمامہ سے نجد تک، ریت کے پہاڑوں کے ذرات کے برابر، یا دنیا کے تمام دنوں کے برابر، یا آسمان سے برسنے والی بارش کے قطروں کے برابر گناہ ہوں، (آج) اللہ تعالیٰ ان سب کو دھوڈالے گا۔

(طبرانی، الترغیب والترھیب، الرقم:1112)

وقوفِ عرفہ کا ثواب دوسری حدیث سے

حدیث نمبر (۱۹)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں کی گردنیں جہنم سے، جس دن

سب سے زیادہ آزاد فرماتا ہے وہ عرفہ کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بہت قریب آجاتا ہے اور اپنے فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے، اور فرماتا ہے: میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟

(صحیح مسلم، سنن نسائی، بیہقی بحوالہ الترغیب والترھیب، الرقم:1154)

حج میں سر منڈوانے کا ثواب

حدیث نمبر (۲۰)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حج میں) تمہارے سر منڈوانے کا ثواب یہ ہے کہ ہر گرے ہوئے بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔

(طبرانی، الترغیب والترھیب، الرقم:1112)

رمیٔ جمار کا ثواب

حدیث نمبر (۲۱)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حج میں) تمہارے جمرات کو کنکریاں مارنے کے عمل کو (یوں لکھا جائے گا) کہ تم نے شیطان کو ذلیل کرکے (اس سے کھلم کھلی عداوت ثابت کردی ہے۔)

(طبرانی، الترغیب والترھیب، الرقم:1112)

رمئ جمار کا ثواب دوسری حدیث سے

حدیث نمبر (۲۲)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (حج میں) تمہارا جمرات کو کنکریاں مارنا قیامت کے دن نور ہی نور ہوگا۔

(مسند بزار بحوالہ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، الرقم:2515)

آبِ زمزم پینے کا ثواب

حدیث نمبر (۲۳)

ترجمہ: ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمزم کا پانی بہت ہی بابرکت اور خوب سیر کردینے والا ہے۔ (صحیح مسلم، مسند احمد، مسند أبي داؤد الطيالسي بحوالہ الترغیب والترھیب، الرقم:1162)

آبِ زمزم پینے کا ثواب دوسری حدیث سے

حدیث نمبر (۲۴)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہترین پانی، زمزم کا پانی ہے، یہ خوب سیراب کرنے والی خوراک ہے، اور بیماریوں سے شفاء ہے۔ (الطبرانی بحوالہ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، الرقم:1056)

آبِ زمزم پینے کا ثواب تیسری حدیث سے

حدیث نمبر (۲۵)

ترجمہ: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی جس مقصد کیلئے پیا جائے، پورا ہو جاتا ہے۔

(مسند احمد، ابن ماجة، بیہقی، شعب الایمان بحوالہ الصحیحة:883)

عبداللہ مبارک رحمہ اللہ آبِ زمزم ایک ہی مقصد کیلئے پیتے، فرمایا کرتے: (اللهم إنى أشربه لعطش يوم القيامة) یعنی: اے اللہ! میں زمزم کا پانی قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کیلئے پیتا ہوں۔

حج مکمل کرنے پر بشارت

حدیث نمبر (۲۶)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ، تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ

کھول دیا ہے، فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کر رہا ہے، فرما رہا ہے: میرے بندوں کی طرف دیکھو ایک فریضہ (حج) مکمل کر لیا اور دوسرے کا انتظار شروع کر دیا۔

(مسند احمد، ابن ماجة بحوالہ الصحیحة: 661)

مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب

حدیث نمبر (۲۷)

ترجمہ: ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت، ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، جبکہ میری مسجد میں نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (بیہقی بحوالہ إرواء الغليل: 1130)

حج یا کسی بھی نیکی کی بربادی کے اسباب

(۱) شرک: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے خطاب فرمایا:

[وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵] (الزمر:۶۵)

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو نقصان پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

ایک مقام پر اٹھارہ انبیاء کا نام لیکر ذکر فرمایا، پھر فرمایا:

[وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۸] (الانعام:۸۸)

ترجمہ: اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے۔

لہٰذا اگر آپ اپنے ملک میں رہتے ہوئے کسی قسم کے شرک کے مرتکب ہیں تو اس سے سچی توبہ کر لیجئے، اس کے بعد بلادِ حرمین کا سفر اختیار کیجئے۔

شرک کی غلاظت اور نحوست کے ساتھ حج یا عمرہ کا سفر عمل کی بربادی کا باعث ہے، ضروری ہے کہ شرک سے پاک صاف ہو کر اور سچی توبہ کر کے اس عظیم اور مقدس سفر کا آغاز کیا جائے۔

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ انبیاء کرام سے مخاطب تھا، اب حکمِ عام بھی سن لیجئے:

[وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵] (المائدۃ:۵)

’’منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت

میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔"

آیتِ مبارکہ میں ایمان کے انکار خواہ وہ کسی بھی نوعیت کا ہو، کی شدید ترین وعید وارد ہے، یعنی: تمام اعمال کی بربادی اور آخرت کا خسارہ۔

ایمان شرعی طور پر چھ امور کا نام ہے، یا یوں کہہ لیجئے کہ ایمان کے چھ ارکان ہیں، جن کا حدیثِ جبریل میں ذکر موجود ہے:

أن تؤمن بالله، وملائكته، وكتبه ورسله واليوم الآخر، وتؤمن بالقدر خيره وشره.

یعنی: (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاؤ، نیز تقدیر پر بھی ایمان لاؤ، خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔

(رواه مسلم، كتاب الإيمان، باب الايمان والاسلام والاحسان ووجوب الايمان باثبات قدر الله سبحانه وتعالىٰ، حديث (٨)، (١))

واضح ہو کہ ان چھ ارکان میں سے کسی رکن کا انکار، ایمان کا انکار ہے، اور اگر کوئی شخص ان ارکان کو تسلیم تو کرتا ہے مگر ایسے فہم کے ساتھ جو شریعت کی مراد کے خلاف ہو تو وہ بھی ایمان کے انکار پر محمول ہوگا۔

ان چھ ارکان میں سرفہرست ایمان باللہ ہے، اور ایمان باللہ میں سب سے مقدم ایمان بالتوحید ہے، لہذا توحید باری تعالیٰ میں ذرا سا خلل یا شرک کا تھوڑا سا ارتکاب، ایمان کا انکار ہی قرار پائے گا، اور اس شخص کے تمام اعمال برباد ہوجائیں گے اور اسے قیامت کے لامتناہی خسارے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردِ رشید تھے، فرماتے ہیں: یہاں ایمان سے مراد توحید ہے، اور اسی قسم کی تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔ (تفسیر طبری ۵/۷۰)

امام طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص پوچھے کہ اس آیت کے ظاہر اور حقیقی الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے کیا تفسیر کریں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ جو شخص ایمان باللہ کا انکاری ہو اور اس کی توحید میں رخنے ڈالنے والا ہو اور اس کے امر و نہی کی اطاعت سے گریز کرنے والا ہو تو اس کے تمام اعمال رائیگاں جائیں گے۔''

مزید فرماتے ہیں:

ایمان تو (العروۃ الوثقیٰ) یعنی سب سے مضبوط کڑا ہے، تو کوئی عمل اس کے بغیر قابلِ قبول نہیں ہے، جبکہ اس کے تارک پر (خواہ وہ ترک کلی ہو یا جزوی) جنت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام کردی گئی ہے۔ (تفسیر طبری ۵/ ۷۰،۷۱)

شرک کے ارتکاب کے تعلق سے وارد شدہ وعیدوں اور اخروی خساروں کا تقاضا یہی ہے کہ ہم حقیقتِ توحید کو پہچانیں، توحید کی اہمیت وضرورت کی معرفت حاصل کریں، شرک کی حقیقت کا

ادراک کریں اور اس سے مکمل بچاؤ کی تدبیر اختیار کریں، جس کیلئے توحید اور اس کی ضد شرک کی پہچان ایک انتہائی ضروری امر ہے۔

(۲) بدعت: اس سے مراد ہر وہ نیا طریقہ یا عمل ہے جو کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو، بلکہ خودساختہ ہو اور اسے دین کی طرف منسوب کردیا جائے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(کل بدعة ضلالة) ہر بدعت گمراہی ہے۔ (صحیح مسلم)

نیز فرمایا: (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد) یعنی: جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز اختراع کرلی، جو کتاب وسنت میں نہ ہو تو وہ (بدعت ہونے کی وجہ سے) مردود ہے۔ (متفق علیہ)

نیز فرمایا: (من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد) یعنی: جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جسے ہماری تصدیق حاصل نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ)

ضروری ہے کہ سفرِ حج کے لئے روانگی سے قبل ہر بدعت سے توبہ کرلی جائے، تاکہ یہ بابرکت سفر عنداللہ قابل قبول ہوجائے، ورنہ بدعت کی موجودگی میں کوئی نیکی قبول نہ ہوگی، اور حج جیسا بابرکت عمل بھی برباد ہوجائے گا۔

المیہ یہ ہے کہ حجاج کرام کی اکثریت دورانِ حج بھی بہت سی بدعات کا ارتکاب کرتی ہے، جن کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ کسی قسم کے اجروثواب کے بغیر ہی، بالکل خالی ہاتھ گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، بلکہ بدعت کے ارتکاب کا بوجھ بھی اپنے سروں پر لادے روانہ ہوجاتے ہیں؛ کیونکہ بدعتی شخص اپنی طرف سے دین میں اضافہ کرکے اللہ تعالیٰ کے فرمان: [اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ] سے مکمل بیزاری اور بغاوت اختیار کررہا ہے، نیز شریعت ساز بن کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تشبہ اختیار کرنے کی کوشش کررہا ہے، اس لحاظ سے بدعتی شخص بہت بڑا مجرم ہے اور بہت ہی خطرناک وبال اور سزا

کا مستحق ہے۔ (واللہ المستعان)

حجاجِ کرام روانگی سے قبل خوب جانچ پرکھ لیں کہ وہ کسی قسم کے جادو یا کہانت میں تو ملوث نہیں ہیں، علم نجوم سے متاثر تو نہیں ہیں، گلے میں کوئی تعویز یا منکا تو نہیں پہنا ہوا، ہاتھ میں کسی قسم کا کوئی کڑا تو نہیں پہنا ہوا، صفاتِ باری تعالیٰ کا منکر تو نہیں ہے یا ان میں تاویل کا مرتکب تو نہیں ہے، صحابہ کرام یا امہات المؤمنین کی شان میں طعنہ زنی تو نہیں کرتا، نبی یا ولی یا کعبہ وغیرہ کی قسمیں تو نہیں کھاتا؛ کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک ہے۔

اپنی حاجات کے لئے غیر اللہ کو تو نہیں پکارتا، فوت شدہ لوگوں سے استغاثہ تو نہیں کرتا، اپنی تکالیف کے ازالہ کے لئے ان سے مدد تو نہیں طلب کرتا، یہ عقیدہ تو نہیں ہے کہ اولیاء کرام اور صالحین کی عبادت کرنے سے یہ لوگ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لے جانے والے ہیں، قبروں کی مجاورت تو نہیں کرتا، مزارات پر چڑھاوے

تونہیں چڑھاتا؟؟؟؟

یہ تمام امور جو شرک یا بدعت پر قائم ہیں، ان کا ارتکاب حج وعمرہ کی قبولیت میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، لہذا سفر سے قبل ان سے ایسی توبہ کر لی جائے جو بالکل خالص ہو اور عمر بھر کے لئے ہو۔

کچھ دیگر امور

حج وعمرہ کے لئے روانگی سے قبل مظالم کا تصفیہ بھی کر لیا جائے، یعنی اگر کسی شخص پر مالی زیادتی کر رکھی ہو تو اس کی ادائیگی کر لی جائے، یا کسی کو ناحق مارا پیٹا ہو تو اس سے اپنا دامن بری کرا لیا جائے، یا کسی کی غیبت یا چغلی کی ہو یا اسے گالی دی ہو تو اس سے معافی تلافی کر لی جائے۔

ایک انتہائی ضروری امر یہ بھی ہے کہ مالِ حلال کے ساتھ یہ فریضہ ادا کیا جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہو اور دورانِ حج مانگی گئی دعائیں بھی مقبول قرار پائیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی

ایک حدیث مبارک میں اس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر اختیار کرتا ہے، جس کا سر اور پاؤں خاک آلود ہیں، دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کر کے یارب یارب کہہ کر دعائیں کرتا ہے، مگر ہر دعا پر جواب ملتا ہے: کہ تیرا کھانا پینا حرام کا ہے، حرام کے ساتھ تجھے غذا فراہم کی گئی، تیری دعائیں کہاں قبول ہونگی۔ (صحیح مسلم:۱۰۱۵)

حج کی صحت اور قبولیت کے لئے اخلاصِ نیت بھی شرط ہے، یعنی حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص ہو اور اس فریضہ کی ادائیگی کے تعلق سے ہر قسم کی ریاکاری سے محفوظ و مصون ہو۔

چنانچہ نہ تو حج سے قبل ریاکاری کا خیال ہو، نہ حج کے دوران اور نہ حج کے بعد کسی موقع پر بھی ریاکاری کی نیت سے اپنے حج کو ظاہر کرے، ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا ہے: میں تمام شرکاء میں سب سے زیادہ مستغنی ہوں جس شخص نے کوئی عمل انجام دیا اور اس میں کسی کو میرا شریک

بنالیا تو اسے بھی چھوڑ دوں گا اور اس کے حصہ کو بھی۔ (مسلم:۲۹۸۵)

حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج وعمرہ نیز سفر کے تمام احکام ومسائل سیکھ کر اور سمجھ کر آئے، یہ معاملہ اتنا اہم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں فرمایا تھا: اپنے مناسکِ حج مجھ سے سیکھ لو، میں نہیں جانتا اس حج کے بعد شاید دوبارہ حج کرسکوں۔

اگر سفر سے قبل اپنا نام کسی ایسے گروپ میں جس میں کوئی عالم دین ہو، اندراج کرالے تو یہ بہت زیادہ موجبِ سعادت ہوگا، نیز مکہ مکرمہ پہنچ کر کسی عالمِ ربانی کی صحبت میسر آجائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی توفیق اور نعمت شمار ہوگی۔

دورانِ حج مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا یا معصیتوں کا ارتکاب کرنا بھی اجروثواب کی کمی کا باعث ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام حجاج کو توحید خالص کی نعمت سے مالا مال فرمائے نیز اپنے پیارے رسول محمد ﷺ کی سچی محبت اور اطاعت کی توفیق

میسر فرمائے، دورانِ حج منہج تقویٰ پر قائم رکھے اور سنت کے مطابق مناسک حج ادا کرنے کے بعد اپنے وطن اور اہل وعیال میں بخیریت وحفاظت واپس لائے، اور تمام مناسک اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے، تمام حاجیوں کے حج کو ان کے میزانِ حسنات کا انتہائی قوی سرمایہ اور اثاثہ بنادے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وأصلي وأسلم على نبيه وخليله وصفيه محمد بن عبدالله ﷺ وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀